چمنِ نعت

عرف

خیاباں

جس میں

نغمۂ توحید۔ چمن نعت۔ شانِ خواجہ۔ تجلیاتِ عشق

مصنفہ
مولانا ابوالخیر وفا وارثی اجمیری

باہتمام منشی قمرالدین خاں پرنٹر

مرتضائی پریس آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نغمۂ توحید

(۱)

ہے تیری جستجو میں۔ ہر دم خیال تیرا
کس درجہ بڑھ گیا ہے ذوق وصال تیرا

ہر موج بحر و بر میں۔ ہر سنگ کے شرر میں
بے شبہ مشتمل ہے۔ رعب و جلال تیرا

آ! مجھ میں تو سما جا۔ رنگ دوئی مٹا جا
طالب ہے تجھ سے یارب۔ میرا سوال تیرا

فرما چکا ہے یارب۔ جب تو ہی نحن و اقرب
پھر کیوں ہوا ہے مجھ کو۔ ملنا محال تیرا

جب وقت جانکنی ہو۔ اور جان پر بنی ہو
لب پہ ہو نامِ احمدؐ۔ دل میں خیال تیرا

شاخ و شجر میں گُل میں جلوہ ہے جزو کل میں
اے کارسازِ عالم۔ اے ذوالجلال تیرا

تیری عنایتوں کا۔ تیری نوازشوں کا
بھرتا ہے دم الٰہی ہر خوش جمال تیرا

جبتک کہ تن میں جان ہو۔ جب تک مرا نشاں ہو
کم ہو نہ یا الٰہی۔ ذوقِ وصال تیرا

آنکھوں میں تیری جا ہو۔ رگ رگ میں تو بسا ہو
اور دل میں بھر رہا ہو۔ یارب خیال تیرا

دانائے راز ہے وہ۔ بندہ نواز ہے وہ
معلوم اے وفا ہے۔ سب اُس کو حال تیرا

(۲)

کہاں۔ کس جا۔ ظہور اُس کا نہ پایا
نہ پایا تو نشاں اپنا نہ پایا

تری تسبیح سے غافل الٰہی
کوئی صحرا۔ کوئی دریا نہ پایا

ترے جلوے سے خالی ہمنے یارب
کوئی ذرہ۔ کوئی قطرہ نہ پایا

تو ہی تو ہے ہر اک شے میں الٰہی
ترا جلوہ کہاں۔ کس جا نہ پایا
بحمد اللہ یادِ حق سے غافل،
تجھے ہم نے دلِ شیدا نہ پایا
جہاں میں بے تجسس بے تفکر
کسے پایا۔ کہاں پایا نہ پایا
وفا اس بے نشاں کا کیا ٹھکانا
اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا نہ پایا

(۳)

چاروں طرف ہے جلوہ۔ ربِّ غفور تیرا
آنکھیں جدھر اُٹھائیں۔ دیکھا ظہور تیرا
ہر آنکھ کے ہے تل میں۔ ہر وقت نور تیرا
ہر اک بشر کے دلمیں ہر دم ظہور تیرا
بیلے میں نسترن میں نرگس میں یاسمن میں
ہر اک میں بُو ہے تیری۔ ہر اک میں نور تیرا
ہر شے میں ہے نمایاں۔ شانِ جمالِ یزداں
اے دل جو تو نہ دیکھے۔ یہ ہے قصور تیرا
آنکھوں میں ہر بشر کے تُو ہی تو جلوہ گر ہے
ہر ایک مردمک۔ روشن ہے نور تیرا

نظارہ کر کے جس کا۔ بیخود ہوئے تھے موسیٰؑ
ادنیٰ ایسا تھا وہ جلوہ۔ بالائے طور تیرا

بُت خانے میں جو پہنچے۔ دیکھا تجھے بتوں میں
کعبہ میں جب گئے ہم دیکھا ظہور تیرا

جن و بشر سمک پر۔ حور و ملک فلک پر
سب ذکر کر رہے ہیں۔ نزدیک و دور تیرا

اچھا ہی یا بُرا ہے جو کچھ بھی یہ وفا ہے
بندہ ہے پُر خطا ہے ربّ غفور تیرا

(۴)

سب سمجھتے ہیں سب پہ ظاہر ہے
تو ہی اوّل ہے تو ہی آخر ہے

تیری محتاج۔ ناتواں ہیں ہم
تو توانا ہے۔ اور قادر ہے

یا خدا بیکسوں غریبوں کا،
تو ہی حافظ ہے۔ تو ہی ناصر ہے

تو ہی دیتا ہے بے طلب سب کو
تجھ کو منظور۔ سب کی خاطر ہے

کر دے آساں۔ مری ہر اک مشکل
کہ ہر اک شے پہ۔ تو ہی قادر ہے

اُس کا کونین میں نہیں کوئی
تیرے احکام سے جو باہر ہے

کیا امیر اور کیا غریب وفا
اس جہاں میں جو ہے مسافر ہے

(۵)

نہ ہو! کیوں؟ مطلع الانوار مطلع دم بدم میرا
کہ پہلے "حمد" میں الحمد لکھتا ہے قلم میرا

الٰہی ایک یہ ہی مدعا ہے کم سے کم میرا
کہ تیری یاد میں نکلے مرے قالب سے دم میرا

تری ہی عشق کا ہر دم - رہے سودا مری سر میں
تری ہی جستجو میں یا خدا اٹھے قدم میرا

تلاش دوست میں کچھ وقت رفتن ایسی تیزی تھی
کہ تکتا رہگیا مجھ کو ہر اک نقش قدم میرا

تماشا دیکھتا ہوں - سر جھکا کر اسکی قدرت کا
بنا ہے خانۂ دل اے وفا بیت الحرم میرا

(۶)

دل بہ مصروف حمد خدا ہے
صاف آئینۂ حق نما ہے

رنگ تیرا ہے ہر سو چمن میں
گل میں بو بن کے تو ہی بسا ہے

اٹھ گیا دل سے پردہ دوئی کا
جام وحدت کا جب سے پیا ہے

وعدہ کیا کر کے آیا تھا حق سے
یاد بھی قول قالو بلیٰ ہے

اے وفا تجھ کو میں جانتا ہوں
اپنے مرشد کی تو خاک پا ہے

چمنِ نعت

(۱)

نعتِ حبیب کبریا۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
لکھوں مری مجال کیا۔ صلِّ علیٰ محمدؐ

وصفِ جمالِ مصطفیٰؐ۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
کس سے ادا ہو جز خدا صلِّ علیٰ محمدؐ

حالِ دردِ دل سنیں۔ گھائلِ دردِ دل سنیں
درد کی ہے یہی دوا۔ صلِّ علیٰ محمدؐ

اے کہ! تو وہ جمیل ہی۔ ای کہ! تو وہ خلیل ہی
جس پہ فدا ہے خود خدا۔ صلِّ علیٰ محمدؐ

نسخۂ طبعِ مضمحل۔ باعثِ انبساطِ دل،
وصف ترا۔ تری ثنا۔ صلِّ علیٰ محمدؐ

سنجتہ یہ بات ہوگئی۔ اُسکی نجات ہوگئی
جس نے کہ یہ لکھا پڑھا صلِّ علیٰ محمدؐ

نعتِ رسولِ ہاشمی۔ خوب ہی ای وفا لکھی
جس نے سنا یہی کہا۔ صلِّ علیٰ محمدٍ

(۲)

بیمارِ محبت ہیں۔ میری نجد آنکھیں
وہ آئیں تو پھر پائیں۔ فوراً ہی شفا آنکھیں
اُن آنکھوں سے بڑھ چڑھ کر۔ ہوں گی کوئی کیا آنکھیں
حوروں نے بھی جنت میں۔ کی جن پہ فدا آنکھیں
جس نے تجھے دیکھا ہے۔ دیکھا ہے جسے تو نے
اُس کا وہ دکھا چہرہ۔ اُسکی وہ دکھا آنکھیں
اب پردہ اٹھا دیجئے۔ اب جلوہ دکھا دیجئے
دیدار کی حسرت ہیں کب تک رہیں وا آنکھیں
دیکھا ہے شبِ اسریٰ جن آنکھوں نے وہ جلوہ
تھیں میرے محمدؐ کی۔ وہ صلِّ علیٰ آنکھیں
نکلے یہ مری حسرت۔ دیکھوں میں کسی صورت
دلکش وہ رخِ زیبا۔ وہ ہوش ربا آنکھیں
کس دن ہو گذر اپنا۔ دربارِ محمدؐ میں

کب نور سے ہوں دیکھیں۔ پُرنور وفا آنکھیں

(۳)

صدر نشینِ محفلِ عرفان۔ صلّی اللہ علیہ وسلم
بدر جبینِ جلوۂ یزدان۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

مہر درخشاں۔ چہرہ تاباں۔ صلّی اللہ علیہ وسلم
گوہر غلطاں آپکے دنداں۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

تاج پیمبر۔ دین کے سلطان۔ صلّی اللہ علیہ وسلم
رشکِ سکندر۔ فخرِ سلیمان۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

عارض گلگوں۔ غیرت بستاں۔ صلّی اللہ علیہ وسلم
گیسوئے شبگوں۔ سنبل پیچاں۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

روئے محمدؐ۔ مصحفِ سبحان۔ صلّی اللہ علیہ وسلم
موئے محمدؐ۔ معنیِ قرآن۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

قامت سرور۔ رشک صنوبر۔ چہرہ انور۔ مہر منور
گیسوئے اطہر۔ سنبل پیچاں۔ صلّی اللہ علیہ وسلم

ہادیٔ دیں ہیں خضر یقیں ہیں۔ ماہ مبیں ہیں دلنشیں ہیں
دور نہیں ہیں خسرو دوراں صلّی اللہ علیہ وسلم

نہر کمالے ۔ بدر جمالے ۔ سب سے نرالے ۔ کملی والے
بانٹنے والے ۔ دولت ایماں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سب کے قبلہ ۔ سب کے کعبہ ۔ سب کے ملجا ۔ سب کے ماوا
سب کے مولا ۔ سید ذیشان ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ان کا مجاور ۔ فخر ابوذرؓ ۔ ان کا سگِ در ۔ فخر سکندر
خالق اکبر ۔ ان کا ثنا خواں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نزع کی سختی ۔ قبر کی منزل ۔ سخت کی رستی حشر مراحل
سخت ہے مشکل ۔ کیجیے آساں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ شریعت ۔ نہرِ طریقت ۔ کانِ فصاحت ۔ شانِ بلاغت
حسن ملاحت ۔ جانِ حسیناں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ ہدا ہے ۔ ظلِ خدا ہے ۔ قبلہ نما ہے ۔ حق ہی بجا ہے
ان کا وفا ہے ۔ دل سے ثنا خواں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴)

روشن جو مدینے میں چراغ مدنی ہے
عالم میں اسی نور کی پرتو فگنی ہے

جس کا ہے لقب احمد و محمود جہاں میں
وہ خلق کا مختار ہے جنت کا دھنی ہے

خالی نہ پھرا آپ کے در سے کوئی سائل
کیا شانِ عطا آپ کی اللہ غنی ہے

جو کچھ بھی ملا جسکو ملا آپ کے در سے | واللہ مدینے میں۔ ہزاروں کی بنی ہے
یا شاہِ عرب ہند کے صحرا میں تمہارا | بیتاب وفا مثل اویسِ قرنی ہے

(۵)

مشکل ہے بہت ہند میں تم بن مرا جینا | یا شاہِ مدینہ
ملنے کا بتا دیجئے لِلّٰہ قرینہ | یا شاہِ مدینہ
کس روز مرے بخت کا چمکے گا ستارہ | کب ہوگا اشارہ
کس روز مرا ہوگا سفر سوئے مدینہ | یا شاہِ مدینہ
گرداب بلا میں ہے پھنسا بیڑا ہمارا | ہے دور کنارہ
لِلّٰہ لگا دو لب ساحل یہ سفینہ | یا شاہِ مدینہ
اس ہند کے نظارے سے گھبرا گئیں آنکھیں | پتھرا گئیں آنکھیں
لِلّٰہ دکھا دیجئے اب ان کو مدینہ | یا شاہِ مدینہ
کوچہ کا ترے فرش ہو اور آنکھیں ہوں میری | جب ہو کہیں سیری
یہ سر ہو مرا اور ہو ترے روضہ کا زینہ | یا شاہِ مدینہ
بیتاب ہوا جاتا ہوں تا چند یہ دوری | کب ہوگی حضوری
اے ختم رسل مہر عرب ماہ مدینہ | یا شاہِ مدینہ
پابند مجھے کر کے عبث حرص و ہوا میں | ڈالا ہے بلا میں

ہے دشمنِ جاں سخت مرا نفسِ کمینہ ۔۔۔ یا شاہِ مدینہ
یہ طرفہ ستم جانِ حزیں پر ہے ہماری ۔۔۔ فرقت میں تمہاری
مرنا ہی خوش آتا ہے نہ خوش آتا ہے جینا ۔۔۔ یا شاہِ مدینہ
کب ہوگی مجھے روئے منور کی زیارت ۔۔۔ یا ختمِ رسالت
کب ہوگا مرا نور سے معمور یہ سینہ ۔۔۔ یا شاہِ مدینہ
اجمیر میں اک بندۂ ناچیز وفاؔ ہے ۔۔۔ پابندِ بلا ہے
اب اُس کی خبر لیجئے سرکارِ مدینہ ۔۔۔ یا شاہِ مدینہ

(۶)
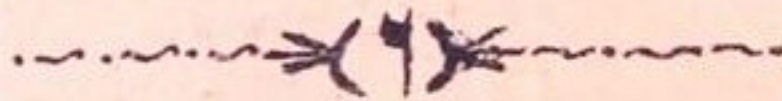
مُنہ سے نام اُن کا گر نکل جائے ۔۔۔ ہر بلا آئی سر سے ٹل جائے
خاک چھانوں میں ہند کی کبتک ۔۔۔ اب تو قسمت مری بدل جائے
غیر حالت ہے ہجر میں دل کی ۔۔۔ وہ جو آئیں تو کچھ سنبھل جائے
میں تو جاتا ہوں اب مدینہ کو ۔۔۔ قافلہ آج یا کہ کل جائے
آرزو ہے یہی وفاؔ اپنی ۔۔۔ اُن کے قدموں میں دم نکل جائے

(۷)
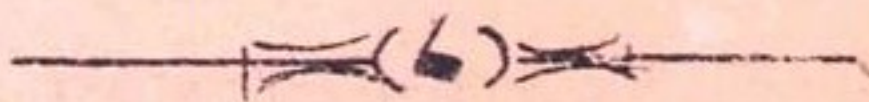
اُس نے کہا ، تو کون ہے ۔ کیا کام ہے اس جا ترا

میں نے کہا! سودائی ہوں۔ لایا یہاں سودا ترا

اُس نے کہا۔ ہے نام کیا۔ باشندہ ہے کس ملک کا

میں نے کہا۔ گمنام ہوں۔ مسکن مرا کوچہ ترا

اُس نے کہا۔ جا کام کر۔ مسجد میں کر اپنی گذر

میں نے کہا۔ ناکام ہوں۔ کافی ہے دروازہ ترا

اُس نے کہا۔ بے جستجو۔ پوری نہ ہوگی آرزو!

میں نے کہا۔ تیرا کرم۔ دکھلائے گا جلوہ ترا

اُس نے کہا۔ ہیں خوبرو۔ عالم میں لاکھوں سو بسو

میں نے کہا۔ کونین میں۔ ثانی نہیں پایا ترا

اُس نے کہا۔ کیا آرزو۔ رکھتا ہے اپنے دلمیں تو

میں نے کہا اے سمعرو۔ محشر میں ہو سایا ترا

اُس نے کہا۔ اِس کے سوا۔ کچھ اور بھی ہے مدعا

میں نے کہا۔ دیکھا کروں۔ ہر دم رُخ زیبا ترا

اُس نے کہا۔ اب اور کیا۔ مطلب ترا باقی رہا

میں نے کہا اے دلربا۔ کافی ہے نظارہ ترا

اُس نے کہا موجود ہے۔ جو اے وفا مقصود ہی

میں نے کہا۔ بس قرب ہو۔ مجھ کو سُہ لطف ترا

سلام بحضور خیر الانام

البطحی سلام علیک　　عربی سلام علیک
عجمی سلام علیک　　مدنی سلام علیک
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک　　یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

سیدؐ سلام علیک　　احمدؐ سلام علیک
سرورؐ سلام علیک　　امیؐ سلام علیک
یا نبیؐ سلام علیک یا رسول سلام علیک　　یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

مصطفےٰ سلام علیک　　مجتبیٰ سلام علیک
مرتضیٰ سلام علیک　　اصفیا سلام علیک
یا نبیؐ سلام علیک یا رسول سلام علیک　　یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

شاہ دین محبوب داور　　فخر دین فخر پیمبرؐ
جب ہوئے جہاں میں اظہر　　تھا یہی سب کی زباں پر
یا نبیؐ سلام علیک یا رسول سلام علیک　　یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

خلف آدم تمہیں ہو　　سرور عالم تمہیں ہو
نیر اعظم تمہیں ہو　　مظہر کرم تمہیں ہو
یا نبیؐ سلام علیک یا رسول سلام علیک　　یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

تم شفیع المذنبین ہو — تم سے دنیا و دین ہو
عرش کے کرسی نشین ہو — مالک کل آفرین ہو
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

باعث خلقت تمہیں ہو — آیۂ رحمت تمہیں ہو
حامیٔ امت تمہیں ہو — مالک جنت تمہیں ہو
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

سید عالم پناہی — تم پہ ہے فضل الٰہی
ہے تمہیں سے داد خواہی — دور ہو سب کی تباہی
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

کاشف اسرار تم ہو — سید ابرار تم ہو
حق کے سردار تم ہو — احمد مختار تم ہو
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

میرے قبلہ میرے کعبہ — میرے ملجا میرے ماوا
میرے آقا میرے مولا — لو خبر میری خدارا
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

دل میں اب یہی ہے حسرت — آ کے روضہ کی حضرت
خوب میں کر کے زیارت، — یہ پڑھوں میں باقرارت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اے حبیب ربّ اکبر
اے قسیم آب کوثر
اے شفیع روزِ محشر
لطف کی نظر ہو مجھ پر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

تم رسولِ ہاشمی ہو
اور تم ختم النبی ہو
سیّدی و مرشدی ہو
حامی ہر امتی ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

دل میں گر یہ آرزو ہو
دو جہاں میں آبرو ہو
پہلے دل سے با وضو ہو
پھر وفا یہ گفتگو ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

شفیع اعظم شہ دو عالم درود تم پر سلام تم پر

حبیب داور رسول اکرم۔ درود تم پر سلام تم پر
شفیع محشر۔ شفیع اعظم۔ درود تم پر سلام تم پر
تمہاری فرقت میں شاہِ عالم۔ بہت سے ہم نے صدمۂ غم
ہوا تو ہم پر نگاہِ ترحم۔ درود تم پر سلام تم پر
ہماری حالت بہت زبوں ہے نہ پوچھیے ہم سے یہ کہ کیوں ہے

ہے تم پہ روشن شہ دو عالم۔ درود تم پر سلام تم پر

ہے ظلم کفار ہم پہ ہر دم۔ سہیں کہاں تک یہ جور پیہم
کرو کرم اے رسولِ اکرم۔ درود تم پر سلام تم پر

تمہیں ہو قبلہ تمہیں ہو کعبہ تمہیں ہو ملجا تمہیں ہو ماوا!
تمہیں پہ کرتے ہیں ناز سب ہم درود تم پر سلام تم پر

خوش اُنسے ہوگا خدائے عالم وہی قیامت میں ہونگے خرم
جو دل سے بھیجیں گے پڑھکے ہر دم۔ درود تم پر سلام تم پر

وفا کا ہے اب اسی پہ جینا وفا کو دکھلائے مدینہ
شفیع اعظم شہ دو عالم۔ درود تم پر سلام تم پر

اچھا دربار ہے دربار رسول عربی

جب خدا خود ہے خریدار رسول عربی — کیوں نہ ہو خلق طلبگار رسول عربی
آنکھ وہ جس کو ہو دیدار رسول عربی — گوش وہ جو سنیں گفتار رسول عربی
آہ! کبتک رہے بیمار تپ غم یا رب — تشنہ شربتِ دیدار رسول عربی
اگلی منتی ہی غریبوں کی شب روز وہاں — اچھا دربار ہے دربار رسولِ عربی
کاش پہنچوں میں مدینے میں تو پڑ رہنے کو — کاش ہو سایہ دیوار رسولِ عربی
ہی وہ مستغنیِ عالم کہ ملی ہے جس کو — خوابیں دولتِ دیدار رسولِ عربی

کیوں نہ ہو عشق حدیث نبوی سے مجھ کو
جانتا ہوں کہ ہے گفتار رسول عربی

ہے امیروں سے غریبوں کی رسائی پہلے
اچھی سرکار ہے سرکار رسول عربی

طالب احمد مرسل ہے طلبگار خدا
طالب حق ہے طلبگار رسول عربی

پھر سکتا نہیں منہ تیغ حوادث سے کبھی
عاشق ابروئے خمدار رسول عربی

اچھی تقدیر ہے اُن کی وہ ہیں قسمت والے
دیکھ آتے ہیں جو دربار رسول عربی

سجدہ کرتے ہیں جہاں روز ملائک آکر
وہ یہی چوکھٹ وہ یہی دربار رسول عربی

جس کو حاجت نہو جز نسخۂ دیدار حضور
کیوں نہ اچھا ہو وہ بیمار رسول عربی

اسقدر عشق تھا آواز سے اشجاروں کو
چلتے تھے سنتے ہی گفتار رسول عربی

جب کہوں اب مری قسمت کا ستارہ چمکا
جب کبھی دیکھوں وہ دربار رسول عربی

آہ! کیا خوب تھے وہ لوگ کہ ہر دم جن کو
ملتی تھی دولت دیدار رسول عربی

آہ! اک وہ تھے طلب میں جو مٹے جاتے تھے
آہ! اک ہم ہیں طلبگار رسول عربی

اے وفا اس لئے ہے شمس و قمر کو گردش
یہ بھی ہیں مائل رخسار رسول عربی

شانِ خواجہ

(۱)

جلوۂ حسن دکھادے مرے پیارے خواجہ
سنجری خواجہ مرے راج دلارے خواجہ

چین ہے دل کا مرے۔ گشت تری گلیوں کا
ٹھنڈک آنکھوں کی ہے گنبد کے نظارے خواجہؒ

دیکھ کر روشنی قبۂ پرنور کا نور
ہوگئے مانند مہ چرخ ستارے خواجہؒ

نورِ عرفاں سے مرے سینہ کو کردے پرنور
اپنے پیاروں کا تصدق مرے پیارے خواجہؒ

روز ہوتا رہے دربار میں حاضر یہ **وفا**
روز ہوتے رہیں روضے کے نظارے خواجہؒ

(۲)

خدا نے دی تمہیں وہ شان۔ یا خواجہ معین الدینؒ
کہ شاہوں کے ہوئے سلطان۔ یا خواجہ معین الدینؒ

عنایت کی نظر کیجئے۔ مجھے در پر بلا لیجئے،
برائے خواجہ عثمانؒ۔ یا خواجہ معین الدین

خدارا خواب میں آؤ۔ جمالِ پاک دکھلاؤ،
مری جاں آپ پر قربان۔ یا خواجہ معین الدین

غریبوں کے ہو تم یاور۔ کرم فرمائیے مجھ پر

کہ ہوں میں بے سر و سامان یا خواجہ معین الدینؒ

سگِ درِ تیرا کہلائے۔ تیری چوکھٹ پہ مرجائے

وفا کا ہے یہی ارمان۔ یا خواجہ معین الدینؒ

(۳)

گُل بُوٹہ ترے روضہ کا رشکِ چمنی ہے

تو غنچۂ بُستانِ رسولِ مدنی ہے

خواجہؒ ترے پروانے ہیں سب تیرے فدائی

تو شمعِ شبستانِ حسینؓ و حسنی ہے

در ہے ترا ہر بے کس و بے زر کا ٹھکانہ

تو عاجز و لاچار غریبوں کا دھنی ہے

مقصد تری چوکھٹ پہ ہزاروں کے بر آئے

بگڑی ہوئی قسمت یہیں لاکھوں کی بنی ہے

کرتا رہوں روضے کے شب و روز نظارے

یا خواجۂ اجمیر یہی دل میں ٹھنی ہے

آتے ہیں ملائک بھی وفاؔ بہرِ زیارت

کیا رتبہ شہِ ہند کا اللہ غنی ہے

۴

امیروں کے سردار اجمیر والے ۔۔۔ فقیروں کے غمخوار اجمیر والے

کرم کر کرم آگئے ہیں ترے در پہ ۔۔۔ کرم کے طلبگار اجمیر والے

خدا تجھ سے راضی نبی تجھ سے راضی ۔۔۔ خدائی کے مختار اجمیر والے

تری دید کے ہم ندیدے کھڑے ہیں ۔۔۔ دکھا اب تو دیدار اجمیر والے

عجب نام تیرا عجب شان تیری ۔۔۔ عجب تیرا دربار اجمیر والے

تری آمد آمد کا آغاز سن کر ۔۔۔ ہوئے بت نگوں سار اجمیر والے

یہ ہندوستاں ہے ترے فیض قدم سے ۔۔۔ بنا رشک گلزار اجمیر والے

تو شیدائے حق ہے فدائے محمد ۔۔۔ جہاں تجھ پہ بلہار اجمیر والے

وفا کو بھی دکھلا کے مخمور آنکھیں
بنا مست و سرشار اجمیر والے

۵

دربار خواجہ فرد ہے کل کائنات میں ۔۔۔ موصوف ہیں بفضل خدا ہر صفات میں

اللہ کے حبیب کے خواجہ حبیب ہیں ۔۔۔ نازل ہے تمہارے فیض کا کل کائنات میں

چھوڑو بھی ذکر غیر وہی ان کی بات ہو ۔۔۔ سو بات کا مزہ ہے اسی ایک بات میں

پایا ہے میں نے خواجہ ہند الولی کا در | اب کیا کمی ہے دہر کے لئے کائنات میں
دنیا میں اور دین میں تفریق کیوں نہ ہو | جب فرق دیکھتا ہوں میں دن اور رات میں
اب کیوں بیان ہوتا ہے چشم حضور کا | کوثر ملا نصیب سے مجھ کو حیات میں
تازہ ادا سے دنیا کی مجھ کو سجائے | خواجہ پھنسا ہوا ہوں انہیں مشکلات میں

لکھے گا ایک اور غزل تازہ اسے وفا
خواجہ معین الدین حسنؒ کی صفات میں

خواجہؒ کی شان میں

پہنچائے نہ کیوں پڑا ایک عالم ترے در کا | تو تو در مقصود ہے ہر فرد بشر کا
میں بار چڑھاتا ہوں سر گنبد خواجہ | ہر شام و سحر جذبۂ الفت کی نظر کا
لینا ہی نہیں سوجھتے ہیں لنگا ہیں سے | یعنی میں گدا ہوں اسی در کا اسی گھر کا
خواجہ ترے دربار گہربار میں ہر دم | نقشا سا کھنچا رہتا ہے اللہ کے گھر کا
میں بیکس و بے بس ہوں مجھے تم ہی سنبھالو | ہے کون بجز آپ کے مجھ خاک بسر کا
دلدادہ ہیں دلکش ہے دل آویز سراسر | جلوہ ترے دربار کے ہر شام و سحر کا
پردہ جو دوئی کا مری آنکھوں پہ پڑا ہے | بیتاب ہوں یا خواجہ معین دیکھیے سر کا
مشتاق تجلی رخ خواجہ کے ہیں یہ بھی | ہو جب نہیں دور وفا شمس و قمر کا
خواجہ کے تصدق میں خداوند دو عالم | محتاج وفا ہو نہ کسی فرد بشر کا

خواجہ خواجگاں کی چادر ہے

سرور انس و جاں کی چادر ہے
رہبر عارفاں کی چادر ہے

ہند میں دھوم کیوں نہ ہو اس کی
شاہ ہندوستاں کی چادر ہے

چشتیو آؤ چوم لو اِسکو
فخر کل چشتیاں کی چادر ہے

کیوں نہ چرچا ہو چار سو اس کا
سرور دو جہاں کی چادر ہے

ذکر کرتی ہیں خلد میں حوریں
منزلت آسماں کی چادر ہے

اس سے روشن زمین تا بہ فلک
آفتاب جہاں کی چادر ہے

قلب عاشق کو جس سے ہے راحت
یہ اُسی جانِ جاں کی چادر ہے

سر پہ رکھو ادب سے مشتاقو
قبلۂ دو جہاں کی چادر ہے

جسکا جاری ہے چار سو فرماں
یہ اُسی حکمراں کی چادر ہے

کیوں نہ کونین میں ہو ذکر اس کا
فخر کون و مکاں کی چادر ہے

جبہ سا جسکے در پہ ہیں قدسی
اُس فلک آستاں کی چادر ہے

مجھ سے پوچھے اگر کوئی تو کہوں
میرے آرام جاں کی چادر ہے

اُس سے عالم نہ کیوں مہک جائے
قدوۃ السالکاں کی چادر ہے

اے وقائم بھی بوسہ دو اِسکو
شہ ہندوستان کی چادر ہے

شانِ رحمت

ہند کے شاہ کی یہ چادر ہے — سنجری ماہ کی یہ چادر ہے

کہتے ہیں عرش پہ یہ حور و ملک — آسماں جاہ کی یہ چادر ہے

جبہ سا جس کے در کے شاہ ہوئے — اُس شہنشاہ کی یہ چادر ہے

چار سو اُس کی ضو نہ کیوں پھیلے — غیرتِ ماہ کی یہ چادر ہے

اُس کو لیکر چلو ادب سے وفا

اپنے دلخواہ کی یہ چادر ہے

تجلیاتِ عشق

(۱)

اُس چشمِ نرگسی کا اثر کچھ نہ پوچھئے — ہے پوچھنے کی بات مگر کچھ نہ پوچھئے

پھینکا ہے کس نے تیرِ نظر کچھ نہ پوچھئے — زخمی ہوا ہے کس کا جگر کچھ نہ پوچھئے

کیا کر رہی ہے اُن کی نظر کچھ نہ پوچھئے — پھیلا کہاں کہاں ہے اثر کچھ نہ پوچھئے

کسکی مجھے تلاش ہے کس کی ہے جستجو — کسواسطے ہوں خاک بسر کچھ نہ پوچھئے

اُس شعلہ رو کی بزم میں تعظیم کے لئے — کیونکر اُٹھاتا دردِ جگر کچھ نہ پوچھئے

دیکھا تھا اک ادا سے ادھر چشمِ ناز نے — اتنی خبر ہے اور خبر کچھ نہ پوچھئے

اُس مہ جبیں کے جلوہ گہِ ناز میں وفا
کیوں کر ہوا تھا میرا گذر کچھ نہ پوچھئے

(۲)

الٰہی کون تھا؟ یہ کون جھانکا
کیا ہے کارِ سوزن کس نظر نے
پھلا پھولا رہے وہ گُل الٰہی
وہ میرا ذکر کرتے ہیں مجھی سے
اُٹھاؤ تیر کے بدلے مژہ تم

کیا فق جس نے مُنہ برقِ تپاں کا
مرے زخمِ جگر کو کس نے ٹانکا
نہ ہو کھٹکا اُسے بادِ خزاں کا
مزہ لیتا ہوں میں اُن کی زباں کا
نکالو کام ابرو سے کماں کا

وفا ہے کس قدر رِل خوش رہا ہے
وہ کمسن چلبلا بے مثل بانکا

(۳)

عادت تو نہیں اُن کی اندازِ فراموشی
بہتر ہے مگر اپنی۔ گویائی سے خاموشی
یاد آتا ہے جب مجھ کو وہ لطفِ ہم آغوشی
دیتی ہے مزے کیا کیا۔ بے ہوشی پہ بے ہوشی

وہ حسن کے عالم میں یکتا ہیں مگر اے دل
ہے اُن کی نگاہوں میں اندازِ فراموشی

بندوں پہ مرے مولا کیا کیا ہیں کرم تیرے
ہے گاہ عطا پاشی اور گاہ خطا پوشی

اب اُن کو ترستا ہوں۔ فرقت میں تڑپتا ہوں
اس ہوش سے بہتر تھی۔ یارب مری بے ہوشی

ہے کون جو محشر میں ڈھانپے مرے عیبوں کو
ستار تجھی سے ہے۔ اُمید خطا پوشی

تنہائی ہو جب ہمدم۔ تنہائی ہو جب مونس
پھر یاد وفا آئے کیوں لطف ہم آغوشی

(۴)

پاس وہ خوش جمال ہوتا ہے
دُور دل سے ملال ہوتا ہے

لفظ ہوتا ہے جو ادا اُن سے
وہ عدیم المثال ہوتا ہے

جب وہ آئے تو ہم ہوئے بیخود
وصل میں یوں وصال ہوتا ہے

مئے وحدت کا جام دے ساقی
نشہ اس کا کمال ہوتا ہے

آج اس رشکِ حور سے اپنا
زہے قسمت وصال ہوتا ہے

تیری فرقت میں غیرت خورشید ایک دن ایک سال ہوتا ہے
اے وفا جو ہیں آدمی اچھے
اُن کا اچھا خیال ہوتا ہے

(۵)

سامنے جب اُن کی وہ مخمور آنکھیں ہو گئیں
بے پیئے میری نشہ میں چور آنکھیں ہو گئیں
یہ کرشمے ہیں محبت کے۔ کہ جب دونوں ملے
طالب و مطلوب کی مخمور آنکھیں ہو گئیں
اُن کے عکس روئے زیبا کی تجلی سے وفا
دل منور ہو گیا۔ پُر نور آنکھیں ہو گئیں

(۶)

بزمِ طرب میں دورِ مے۔ چلنے لگا الگ الگ
ساقیِ دل نواز آ۔ تا بکجا الگ الگ
لاکھوں جہاں میں ہیں حسیں۔ پھر بھی ہر اک میں بالیقیں
طرزِ جفا جُدا جُدا رسمِ وفا الگ الگ

محفلِ جاں گداز نے۔ اُن کی نگاہِ ناز نے
مطربِ دل نواز نے۔ محو کیا الگ الگ

شوق سے تیری چاہ میں جاتے ہیں روز راہ میں
قافلے سب جُدا جُدا بانگِ درا الگ الگ

بزم میں آ کے متصل سب کو بقدرِ ظرفِ دل
اُن کی نگاہِ مست نے مست کیا الگ الگ

کہیئے گا حضرتِ وفا تم پہ جو دل سی فدا ہے
کس لئے اب وہ دلرُبا رہنے لگا الگ الگ

(۷)

دلمیں آ کر وہ مرے گیسوؤں والے نہ گئے
پیچ کچھ ایسے پڑے مجھ سے نکالے نہ گئے

نالۂ دل جو فلک پر مرے پہنچے شبِ غم
جوش یہ تھا کہ فرشتوں سی سنبھالے نہ گئے

یاد ایام کہ ہر سمت بہ شکلِ سایہ
کب ترے ساتھ تری چاہنے والے نہ گئے

کرم اتنا کہ تڑپنا مرا دیکھا نہ گیا
نازکی اتنی کہ ارمان نکالے نہ گئے

آفتیں جھیلیں سہے ظلم ہزاروں لیکن
تیرے کوچہ سی تری چاہنے والے نہ گئے

سینکڑوں کام نکالے ہیں وفا نے جس کے
اُس سے ارمان مگر اُسکے نکالے نہ گئے

(۸)

عشق کر کے یار سے کیا مل گیا
ناز کا پالا گرہ کا دل گیا

آ گیا دم بھی لبوں پہ ہجر میں
دل لگانے کا نتیجہ مل گیا

کیوں ہی جاتی ہیں یہ ارمانِ دل
آرزوئیں جس میں تھیں وہ دل گیا

دل بھی کھویا رنج بھی لاکھوں سہے
عشق میں اس کے سوا کیا مل گیا

کس کا جلوہ آ گیا تجھ کو نظر
ہوش تیرا کیوں سبک کا مل گیا

یار پر مرنا ہے لطفِ زندگی
خضر جینے میں تجھے کیا مل گیا

چشم سے بہنے لگا کیوں اشکِ خوں
آبلہ کیا کوئی دل کا چھل گیا

ہوتے ہی ہوتے شہادت رہ گئی
ہائے لطفِ خنجرِ قاتل گیا

جان کھو بیٹھے تم آخر اے وفا
دل لگانے کا نتیجہ مل گیا

(۹)

جو ہستی کو اپنی فنا جانتا ہے
سراسر وہ لطفِ بقا جانتا ہے

وہ مجنوں ہوں مجنوں مرے نقشِ پا کو
رہِ عشق میں رہنما جانتا ہے

میں حق پر ہوں حق بیں ہوں حق ہی کہوں گا
مجھے گو زمانہ برا جانتا ہے

جو وہ جانتا ہے وہ میں جانتا ہوں
جو میں جانتا ہوں خدا جانتا ہے

بھروسہ تھا جس پہ وہ رشکِ مسیحا
مرض کو مرے لا دوا جانتا ہے

یہ تیری حکایت یہ اسرار تیرے
وہ سمجھے جو سرِّ خدا جانتا ہے

ملی ہو جسے لذت درد فرقت
مرے درد کا وہ مزا جانتا ہے

مرے رازِ ہستی کو میں جانتا ہوں
میں کیا ہوں سبھے کوئی کیا جانتا ہے

وفا پر میں ثابت قدم ای وفا ہوں
وہ جانے اگر بے وفا جانتا ہے

(۱۰)

اُن میں کیا آتی کیا نہیں آتی
شوخی آتی حیا نہیں آتی

یہ قضا کو بھی ضد ہے فرقت میں
جب میں کہتا ہوں آ نہیں آتی

اب کہاں ہے وہ بزم رقص و سرود
اب وہ دلکش صدا نہیں آتی

ایسی جاتی ہے غیر سے ملنے
لوٹ کر پھر قضا نہیں آتی

رونا آتا ہے درد فرقت میں،
نیند لیکن ذرا نہیں آتی

وہ نہ آئیں گے دیکھنا یہ ہے
موت آتی ہے یا نہیں آتی

درد تم نے دیا عنایت ہے
غم نہیں گر دوا نہیں آتی

رو رہا ہے بتوں کی الفت میں
شرم مردِ خدا نہیں آتی

آپ آئے ہو آپ کے ہمراہ
خوب ہوتا حیا نہیں آتی

دلدہی دل نوازی دل داری
تجھ کو اے مہ لقا نہیں آتی

کان مشتاق ہیں وفا جلکے،
وہ سریلی صدا نہیں آتی

(۱۱)

کچھ نہ کچھ انجمنِ ناز میں سرکار چلے
تیر غمزے کا چلے تیوری کی تلوار چلے

صورتِ شعلہ جوالہ جو اگر یار چلے
گرم بازار ہو بے ساختہ تلوار چلے

کون سے ملک سے آئی یہ خریدار چلے — لے کے دل پھیر چلے میرے ہی سر پر چلے
ساقیا آتے ہیں وہ ابر دھواں دھار چلے — لطف ایسے میں ہے دور مئے گلنار چلے
دم تو لو ٹھیرو ذرا ایسی بھی کیا ہے عجلت — آتے ہی بیٹھتے ہی اٹھکے مرے یار چلے
تو جو چاہے تو ہر اک گام پہ آسانی ہے — گو ترے عشق میں ہم منزل دشوار چلے
جس کے انداز و ادا پر ہے دو عالم مفتوں — اے وفا اس پہ مرا کیوں نہ دل زار چلے

خمسہ بر غزل شاعر معجز بیان منشی محمد خاں المتخلص بہ رند لکھنوی مرحوم

مجھے خبر نہیں کیا ہے بوستانِ صیاد — ترے قفس کو سمجھتا ہوں آشیاں صیاد
نہیں ہے حال مرا تجھ سے کچھ نہاں صیاد — کھلی ہے کنج قفس میں مری زباں صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کروں بیاں صیاد

یہ فصلِ گل ہے گیا موسم خزاں صیاد — بگوش ہوش ذرا سن مرا بیاں صیاد
مرے جو حال پہ تو ہو کے مہرباں صیاد — دکھائیگا نہ اگر سیر بوستاں صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی میں دونگا جاں صیاد

نہ مجھکو مجھو کیا اس مرے ترانے نے — نہ مجھکو کنج دیا گردش زمانے نے
نہ یہ کہونگا پھنسایا مرے فسانے نے — دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

ترے سے ظلم کوئی ہوشمند کرتا ہے — کوئی بھی وضع کو تیری پسند کرتا ہے

یہ بات کیا ہی ستم کیوں دو چند کرتا ہے
پروبکو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہی
قفس کو لے کے میں اُڑ جاؤں گا کہاں صیاد

وہی جو پہروں رُلاتا تھا اب ہنساتا ہے
ہر ایک رنج و بلا سے مجھے بچاتا ہے
برائے سیر وہ اب ساتھ لیکے جاتا ہی
اُداس دیکھ کے مجھ کو چمن دکھاتا ہے
کئی برس میں ہوا ہے مزاج داں صیاد

خوشی سے نغمۂ دلکش تجھے سُناؤں گا
نہ موقعہ رنج و الم کا کبھی دکھاؤں گا
ہیں طوطا چشم نہیں ہوں کہ رنگ لاؤنگا
درِ قفس بھی کھلے گا تو اب نہ جاؤں گا
یقیں نہ ہوئے تو کر میرا امتحاں صیاد

کسی سی میری طرح گر تجھے بھی اُلفت ہی
اگرچہ تو بھی کسی کا مریض فرقت ہے
تو تیرے دل کے بہلنے کی خوب ہے
عجیب قصہ ہی دلچسپ اک حکایت ہی
سُناؤں گا گل و بلبل کی داستان صیاد

یہ آج کرنے لگا ہے تو ہم کو دفن کیسا
نہ پوچھ ہم سی وطن کی کہ ہی وطن کیسا
ترانہ طوطی کا قمری کا یا تیمن کیسا،
خبر نہیں کسے کہتے ہیں گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہیں ہم تو آشیاں صیاد

نہ طائرانِ چمن کے سُنے گا شور و غل
نہ عشق پیچا رہے گا نہ باغ میں سنبل
نہ گیت گائیں گی پھر ایسی قمریاں مل جل
نہ گل کھلیں گے نہ چہکارے گا کوئی بلبل
بہارِ باغ کو ہونے تو دے خزاں صیاد

مری نظر میں اب عالم سیاہ ہوتا ہے — چمن سے جانا بحال تباہ ہوتا ہے
قیام خانہ دشمن میں آہ ہوتا ہے — الٰہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
زباں دراز ہوں میں اور بد زباں صیاد

گلوں نے کھل کے تو کلیوں نے مسکرا کے کہا — خبر بھی ہے تجھے کچھ اپنی بلبل شیدا
چمن میں تیرے لیے انتظام ہے کیا کیا — میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا
بہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغباں صیاد

بیان یہ گلچیں نے اک دن کیا صفائی کا — زمانے بھر میں ہے شہرہ تری برائی کا
نکال راستہ بندہ کچھ بھلائی کا — ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہیں گرفتار الاماں صیاد

مجھے عجب ہے کہ تو مجھ سے بدگماں کیوں ہے — گلوں سے جب نہیں مطلب نہ کام گلشن سے
سب عمر گذری یہاں تنگنا میں گھر تیرے — رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اڑ کے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد

وفا نہ اپنی دکھاتا میں زنہار اے رند — نہ خود کو لا کے پھنساتا میں زنہار اے رند
نہ ایسے پھندوں میں آتا میں زنہار اے رند — فریب دانہ نہ کھاتا میں زنہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک میں نہاں صیاد

تمام شد